کیا غیر مسلموں کا مسجد الحرام میں داخلہ منع ہے؟

اسلام آفاقی دین ہے

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے اور اسے کسی خاص قوم یا خاص عہد تک محدود نہیں کیا گیا۔ اسلام کا خدا "**رَبُّ العٰلَمِیْن**" ہے اور نبی اکرم ﷺ "**رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْن**"، جنہیں سابقہ انبیاء علیہم السلام کے برعکس تمام انسانیت کے لئے اور قیامت تک کے لوگوں کے لئے مبعوث فرمایا گیا۔ قرآن کریم کی یہ آیات اس بات پر شاہد ہیں۔

﴿**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ**﴾

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔(1:2)

﴿**قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا**﴾

کہہ دو کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں(7:159)

﴿**وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ**﴾

اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر(21:108)

﴿**وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا**﴾

اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر(34:29)

نبی اکرم ﷺ کے تمام انسانوں کے لئے رسول ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان بھی فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں، جس کا قدیم نام بکہ لے کر اس کی قدامت کو ظاہر کیا گیا ہے، سب سے پہلا جو گھر بنایا گیا تھا یعنی خانہ کعبہ، وہ تمام انسانوں کے لئے بنایا گیا تھا۔

﴿**اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ**﴾

یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بکّہ میں ہے۔ وہ مبارک اور باعثِ ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کے لئے(3:97)۔

اس بات کو واضح طور پر بیان کرنے کے بعد کہ جس طرح نبی اکرم ﷺ تمام انسانوں کے رسول اور تمام عالمین کے لئے رحمت ہیں، اسی طرح یہ گھر تمام انسانوں کے لئے بنایا گیا ہے اور تمام عالمین کے لئے مبارک اور باعثِ ہدایت ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی بیان کر دیا گیا کہ انسانوں کے لئے بنائے گئے اس گھر سے انہیں روکنا باعثِ عذاب ہو سکتا ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨالْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ؕ وَمَن يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾(22:26)۔

یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور وہ اللہ کی راہ سے اور اس مسجدِ حرام سے روکتے ہیں جسے ہم نے سب انسانوں کے فائدہ کے لئے بنایا ہے اس طرح کہ اس میں (خدا کی خاطر) بیٹھ رہنے والے اور بادیہ نشین (سب) برابر ہیں، اور جو بھی ظلم کی راہ سے اس میں کجی پیدا کرنے کی کوشش کرے گا اسے ہم دردناک عذاب چکھائیں گے۔

﴿وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ...﴾(8:35)۔

اور آخر ان میں کیا بات ہے جو اللہ انہیں عذاب نہ دے جبکہ وہ حرمت والی مسجد سے لوگوں کو روکتے ہیں۔۔۔

علماء اور سعودی حکومت کا غیر اسلامی طرزِ عمل

ان مندرجہ بالا واضح قرآنی تصریحات کے باوجود غیر مسلموں کا نہ صرف مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں بلکہ پورے مکہ اور مدینہ میں داخلہ ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو مسجد الحرام کو عالمین کے لئے مبارک اور باعثِ ہدایت قرار دے رہا ہے لیکن سعودی حکومت اس گھر میں داخل ہونے اور اس سے برکت اور ہدایت حاصل کرنے کی صرف ان لوگوں کو اجازت دیتی ہے جنہیں وہ مسلمان گردانتی ہے۔ مزید حیرت کی بات یہ ہے کہ، جیسا کہ آگے وضاحت کی گئی ہے، قرآن وحدیث میں کسی بھی جگہ غیر مسلموں کو اشارتاً بھی مدینہ منورہ میں داخلہ سے منع نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن سعودی حکومت ان کو وہاں جانے سے بھی روکتی ہے۔ اس اقدام اور عقیدہ کی بنیاد سورۃ التوبۃ کی اس آیتِ کریمہ پر رکھی جاتی ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَ اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾ (9:28)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مشرکین تو ناپاک ہیں۔ پس وہ اپنے اِس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ پھٹکیں۔ اور اگر تمہیں غربت کا خوف ہو تو اللہ تمہیں اپنے فضل کے ساتھ مالدار کردے گا اگر وہ چاہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے علماء کا یہ فتویٰ ہے کہ کوئی بھی غیر مسلم مکہ اور مدینہ میں اور خاص طور پر مسجد الحرام یعنی خانہ کعبہ میں داخل نہیں ہوسکتا۔ ایسا کرتے ہوئے یہ بات مکمل طور پر فراموش کردی گئی کہ یہ استدلال قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیات سے متضاد ہے جبکہ قرآن کریم کی رو سے اس میں تضاد ناممکن ہے:

﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُراٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ (4:83)

پس کیا وہ قرآن پر تدبّر نہیں کرتے؟ حالانکہ اگر وہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

مشرکوں کو حج وعمرہ کی اجازت؟

دلچسپ بات یہ ہے کہ سعودی علماء ہندو پاک کے اہلحدیث فرقہ کی ہمنوائی میں سنّی بریلوی فرقہ پر قبر پرستی اور فوت شدہ اولیاء اللہ سے استمداد کا الزام لگاتے ہوئے اسے کھلم کھلا مشرک اور کافر قرار دے چکے ہیں اور اسی طرح یا علی مدد کہنے اور دیگر عقائد کی بناء پر شیعہ حضرات پر بھی کفر وشرک کے فتاویٰ جاری کر چکے ہیں۔لیکن اس کے باوجود سعودی حکومت کی طرف سے سنّی بریلوی اور شیعہ فرقہ پر مکہ مدینہ جانے اور حج و عمرہ کرنے پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جاتی۔ ہندو پاک کے اہلحدیث علماء نے بھی سنّی بریلوی اور شیعہ فرقہ کے خلاف کفر وشرک کے شدید فتاویٰ جاری کرنے اور مخالفانہ کتابیں لکھنے کے باوجود آج تک سعودی حکومت سے، جن کے وہ نہایت منظورِ نظر اور وظیفہ خوار ہیں، کبھی یہ مطالبہ نہیں کیا کہ قرآنِ کریم کی اس آیتِ کریمہ کی رو سے سنّی بریلوی اور شیعہ حضرات کا مکہ مدینہ میں داخلہ بند کیا جائے۔ یہ طرزِ عمل نہ صرف ہندو پاک کے اہلحدیث علماء اور سعودی علماء کے قول وفعل سعودی حکومت اور علماء کے تضاد کی نشاندہی کرتا ہے بلکہ ان کی طرف سے قرآنِ کریم کے حکم کی کھلم کھلا خلاف ورزی بھی ظاہر کرتا ہے کہ جن فرقوں کو وہ مشرک اور کافر سمجھتے ہیں انہیں مسجد الحرام میں حج اور عمرہ کے موقع پر داخل ہونے سے منع نہیں کرتے۔ یا تو سنّی بریلوی اور شیعہ فرقہ پر مکہ مدینہ داخل ہونے اور حج وعمرہ کرنے پر پابندی لگائی جائے یا ان کے خلاف کفر وشرک کے فتاویٰ واپس لئے جائیں اور آئندہ ایسے فتاویٰ جاری کرنے پر پابندی لگائی جائے۔

یہ تو اہلحدیث اور سلفی یا وہابی سعودی علماء کا حال ہے۔لیکن افسوسناک اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ غیر مقلدین اہلحدیث فرقہ کے علاوہ ہندو پاک کے دیوبندی علماء نے، جو فقہ حنفی کے پیروکار اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہونے کے دعویدار ہیں، یہ جانتے ہوئے بھی کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ مسجد الحرام سمیت تمام مساجد میں غیر مسلموں کے داخلہ کو یکسر جائز سمجھتے ہیں، نہ صرف یہ کہ غیر مسلموں پر سعودی حکومت کی اس پابندی کے متعلق مجرمانہ خاموشی اختیار کر رکھی ہے بلکہ اپنے امام کے برخلاف وہ اس پابندی کے حامی اور مؤید ہیں۔

آیت 9:28 میں چند اہم غور طلب نکات

سورۃ التوبۃ کی مذکورہ بالا آیتِ کریمہ کا مطالعہ واضح کرتا ہے کہ اس میں ہرگز کسی غیر مسلم پر یہ پابندی عائد نہیں کی گئی کہ وہ مکہ مدینہ میں عموماً اور مسجد الحرام میں خصوصاً داخل نہیں ہوسکتا۔اس میں تین اہم نکات ہیں جو غور طلب ہیں:

سب سے پہلا غور طلب نکتہ یہ ہے کہ اس میں صرف مشرکوں کا داخلہ منع کیا گیا ہے اور وہ بھی مکہ مدینہ میں نہیں بلکہ صرف مسجد الحرام میں منع کیا گیا ہے۔

دوسرا اہم غور طلب نکتہ یہ ہے کہ "**بعد عامهم هذا**" کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرکوں کا یہ داخلہ پورے سال کے لئے نہیں بلکہ محض حج کے دنوں میں منع کیا گیا تھا جب دنیا بھر سے مسلمان حج کی ادائیگی کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ یہ اعلان سن ۹ ہجری میں حج کے موقع پر کیا گیا تھا جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نبی اکرم ﷺ نے امیر حج بنا کر بھیجا تھا اور ان کے جانے کے بعد جب سورۃ التوبۃ جسے سورۃ البرأۃ بھی کہتے ہیں، کی آیات نازل ہوئیں تو حضرت علیؓ کو مکہ بھیجا گیا تا کہ وہ اس کا اعلان فرمادیں۔ اگر یہ مناہی فوری ہوتی تو کہا جاتا کہ آج ہی سے مشرکوں کا یہاں داخلہ منع ہے۔ اس کے برعکس کہا گیا کہ اس سال کے بعد ان کا مسجد الحرام میں داخلہ منع ہے۔ یعنی اگلے سال سے جب لوگ حج کرنے آیا کریں گے تو مشرکین ان میں شامل نہیں ہوسکتے۔

تیسرا اہم اور قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ قدیم سے مکہ میں حج کے موقع پر مختلف میلے اور بازار بھی منعقد ہوتے تھے اور مختلف علاقوں سے جمع ہونے والے لوگ طوافِ کعبہ کے ساتھ ساتھ تجارت بھی کیا کرتے تھے، چنانچہ جب مشرکین کو حج کے موقعہ پر مسجد الحرام میں داخلہ سے منع کر دیا گیا تو قدرتی طور پر مسلمانوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ان لوگوں کے نہ آنے کے باعث ان کی تجارتیں متاثر ہوں گی۔ یہ بھی اس بات کا ایک بیّن ثبوت ہے کہ حرمِ مکہ میں مشرکین کا داخلہ سال کے بارہ مہینے نہیں بلکہ محض حج کے موقعہ پر بند کیا گیا تھا۔ مسلمانوں کی اس پریشانی پر انہیں تسلّی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس بناء پر غربت کا خوف نہ کھاؤ کہ اگر مشرکین نہیں آئیں گے تو تمہیں تجارتوں میں کمی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمہیں مالدار کر دے گا۔ یعنی یہی مشرکین مسلمان ہوجائیں گے اور پھر ہر علاقہ سے آئیں گے اور حج کے ساتھ ساتھ تجارتیں بھی بڑھیں گی۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد ہی عربوں کی ایک بہت بڑی تعداد مسلمان ہوگئی اور حج کے موقعہ پر پھر اُسی طرح میلے اور بازار سجنے لگے۔

<u>حدیث سے تائید</u>

بخاری کتاب الحج باب **لا یطُوفُ بالبیتِ عُریانٌ ولا یَحُجُّ مُشرِکٌ** میں حضرت ابوہریرۃؓ سے ایک حدیث مروی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں:

١٦٢٢ . أنَّ أبا بَكْرِ الصِّدِيْقَؓ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فِي رَهطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ: أنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالبَيتِ عُرْيَانٌ

نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع سے پہلے سال حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر حج بنا کر بھیجا تھا۔ اس سال لوگوں میں یہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ اس سال کے بعد نہ تو کوئی مشرک حج کرے گا اور نہ ہی کوئی عریاں ہوکر بیت اللہ کا طواف کرے گا۔

اس روایت سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مشرکین کو محض حج کرنے سے اور دورِ جاہلیت کی بیہودہ حرکات سے منع کیا گیا تھا ورنہ ان کا مسجد الحرام میں مطلق داخلہ ممنوع نہ تھا۔ بخاری کتاب التفسیر میں سورۃ التوبۃ کی تفسیر میں بھی اسی مضمون پر مشتمل دو احادیث بیان کی گئی ہیں۔

مفسرین اور فقہاء کی اس بارے میں آراء

مندرجہ ذیل جلیل القدر مفسرین، علماء وفقہاء کا عقیدہ ہے کہ غیر مسلموں کا مکہ مدینہ میں جانا ممنوع نہیں ہے۔

تفسیر طبری (ابو جعفر محمد بن جریر الطبری)

فلیس لأحد من المشرکین أن یقرب المسجد الحرام بعد عامهم بحالٍ الا صاحب الجزیة، أو عبد رجلٍ من المسلمین

مشرکین میں سے جزیہ دینے والے اور مسلمانوں کے غلام کے سوا کوئی مشرک بھی مسجد الحرام میں داخل نہیں ہوسکتا۔

تفسیر الکشّاف (جار اللّٰہ الزمخشری)

فلا یحجوا، ولا یعتمروا، کما کانوا یفعلون فی الجاهلیة بعد حج عامهم هذا

پس اپنے اس سال کے بعد وہ حج نہیں کریں گے اور نہ عمرہ کریں گے جس طرح وہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔

تفسیر الکبیر (امام فخر الدین الرازی)

قال الشافعی رضی الله تعالیٰ عنه: الکفار یمنعون من المسجد الحرام خاصة، و عند مالک: یمنعون من کل المساجد، و عند أبی حنیفة رحمه اللّٰه: لا یمنعون من المسجد الحرام ولا من سائر المساجد

شافعی کہتے ہیں کہ کفار کو صرف مسجد الحرام سے منع کیا گیا ہے۔ اور مالک کے نزدیک انہیں تمام مساجد سے منع کیا گیا ہے۔ اور ابو حنیفہ کے نزدیک نہ تو انہیں مسجد الحرام سے منع کیا گیا ہے اور نہ ہی دیگر تمام مساجد سے۔

تفسیر البیضاوی (ناصر الدین البیضاوی)

و قیل المراد به النهی عن الحج والعمرة لا عن الدخول مطلقًا و الیه ذهب أبو حنیفة رحمه الله تعالیٰ

اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد صرف حج اور عمرہ سے منع کرنا ہے مطلق داخلہ سے نہیں اور ابو حنیفہؒ کا یہی مذہب ہے۔

تفسیر النّسفی (عبداللّٰہ النسفی)

فلا یحجّوا، ولا یعتمروا، کما کانوا یفعلون فی الجاهلیة...و یکون المراد من نهی القربان: النهی عن الحجّ والعمرة. و هو مذهبنا. ولا یمنعون من دخول الحرم والمسجد الحرام و سائر المساجد عندنا. و عند الشافعی رحمه اللّٰه یمنعون عن المسجد الحرام خاصة. و عند مالک: یمنعون منه و من غیره

پس وہ حج نہیں کریں گے اور نہ ہی عمرہ، جس طرح وہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔۔۔اور قریب جانے سے منع کرنے سے مراد حج اور عمرہ سے منع کرنا ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور ہمارے نزدیک ان کا مسجد الحرام اور دیگر تمام مساجد میں داخل ہونا منع نہیں ہے۔ اور شافعیؒ کے نزدیک صرف مسجد الحرام میں جبکہ مالک کے نزدیک اس میں بھی اور دوسری تمام مساجد میں بھی داخلہ منع ہے۔

تفسیرالبحرالمحیط (ابو حیّان الاندلسی)

والظاهر أن النهی مختص بالمشرکین و بالمسجد الحرام، و هذا مذهب أبی حنیفة، و اباح دخول الیهود والنصاری المسجد الحرام وغیره، و دخول عبدة الاوثان فی سائر المساجد، و قال الزمخشری ان معنی قوله (فلا یقربوا المسجد الحرام) فلا یحجوا ولا یعتمروا، و یدل علیه قول علیؓ حین نادی ببرائة "۔لا یحج بعد عامنا هذا مشرک"

اورظاہر ہے کہ یہ مناہی صرف مشرکین اورصرف مسجد الحرام تک مختص ہےاور یہ ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے جو یہودونصاریٰ کا مسجد الحرام اور دیگر تمام مساجد میں اور بتوں کے پجاریوں کا تمام مساجد میں داخلہ جائز قرار دیتے ہیں۔زمخشری کہتے ہیں کہ اس آیت کا معنی ہے کہ وہ حج اور عمرہ نہ کریں۔اوراس پر دلیل علیؓ کا یہ قول ہے''اس سال کے بعد یہ مشرک حج نہیں کرے گا''۔

تفسیرجامع البیان (محمد بن عبدالرحمٰن الایجی)

منعوا من دخول الحرم، و قیل منعوا عن الحج و العمرة لا عن الدخول مطلقًا﴿بعد عامهم هذا﴾

وہ حرم میں داخلہ سے منع کئے گئے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ وہ حج اور عمرہ سے منع کئے گئے ہیں نہ کہ مطلق داخلہ سے۔

تفسیرالدرّمنثور (امام جلال الدین السیوطی)

فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا الا ان یکون عبدًا او احدا من اهل الذمة

پس وہ اپنے اس سال کے بعد مسجد الحرام کے قریب نہ جائیں سوائے اس کے کہ وہ غلام ہو یا اہل ذمہ میں سے کوئی ایک۔

تفسیرابن کثیر (حافظ عماد الدین ابن کثیر)

ولا یحج بعد العام مشرک، ولا یطوف بالبیت عریان.

اوراس سال کے بعد مشرک حج نہیں کریں گےاورنہ ہی عریاں طواف کریں گے

تفسیرروح المعانی (شهاب الدین محمود الالوسی)

وبالظاهر أخذ أبوحنیفة رضی الله تعالیٰ عنه اذ صرف المنع عن دخول الحرم الی المنع من الحج والعمرة، و یؤیده قوله تعالیٰ (بعد عامهم هذا) فان تقیید النهی بذلک یدل علی اختصاص النهی عنه بوقت من أوقات العام أی لا یحجوا ولا یعتمروا بعد حج عامهم هذا...أن الامام الاعظم یقول بالمنع عن الحج و العمرة و یحمل النهی علیه ولا یمنعون من دخول المسجد الحرام و سائر المساجد عنده...یروی انه لما جاء النهی شق ذلک علی المؤمنین و قالوا: من یأتینا بطعامنا و بالمتاع فأنزل اللّٰه سبحانه ٠و ان خفتم عیلة فسوف یغنیکم اللّٰه من فضله) أی عطائه أو تفضیله...ثم فتح علیهم البلاد

والغنائم و توجه الیھم الناس من کل فج عمیق.

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس آیت میں مشرکین کو حج اور عمرہ سے منع کیا گیا ہے اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس قول (ان کے اس سال کے بعد) سے ہوتی ہے۔ پس اس ممانعت کو سال بہ سال ہونے والے کام سے مقید کیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں حج اور عمرہ سے منع کیا گیا ہے۔۔۔امام اعظم کے بقول انہیں حج اور عمرہ سے منع کیا گیا ہے اور مسجد الحرام اور دوسری تمام مساجد میں داخلے سے منع نہیں کیا گیا۔۔۔روایت کیا گیا ہے کہ مشرکوں پر یہ پابندی مسلمانوں پر شاق گزری اور انہوں نے کہا کہ اب ہماری خوراک اور مال و متاع کون لے کر آیا کرے گا تو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر تمہیں غربت کا خوف ہے تو اللہ تعالیٰ جلد اپنے فضل سے تمہیں غنی بنا دے گا۔۔۔پھر ممالک ان کے لئے فتح ہو گئے اور لوگوں اور اموال کی توجہ ان کی طرف ہو گئی اور وہ ہر گھاٹی اور بلندی سے ان کی طرف آنے لگے۔

تفسیر مظہری

''ائمہ احناف کا مسلک یہ ہے کہ مسجد حرام میں کفار کا داخلہ مطلقاً منع نہیں بلکہ حج اور طواف سے منع کرنا مقصود ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو حج کے موقعہ پر یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے۔ پس معلوم ہوا کہ اس نہی سے مراد حج و عمرہ سے منع کرنا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مسجد حرام میں کافر کا داخل ہونا جائز ہے اور دوسری مساجد میں بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔ مفہوم میں مبالغہ پیدا کرنے کے لئے قریب جانے سے بھی منع کیا گیا ہے۔''

تفہیم القرآن (سیّد ابوالاعلیٰ مودودی)

''امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس سے مراد صرف یہ ہے کہ وہ حج اور عمرہ اور مراسم جاہلیت ادا کرنے لئے حدود حرم میں نہیں جا سکتے۔ امام شافعی کے نزدیک اس حکم کا منشاء یہ ہے کہ وہ مسجد حرام میں جا ہی نہیں سکتے۔ اور امام مالک یہ رائے رکھتے ہیں کہ صرف مسجد حرام ہی نہیں بلکہ کسی بھی مسجد میں ان کا داخل ہونا درست نہیں۔ لیکن یہ آخری رائے درست نہیں ہے کیونکہ نبی ﷺ نے خود مسجد نبوی میں ان لوگوں کو آنے کی اجازت دی تھی۔''

تفسیر تبیان القرآن (علامہ غلام رسول سعیدی، شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی)

''حماد بن سلمہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عثمان بن ابی العاص سے روایت کیا ہے کہ جب ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو آپ نے ان کے لئے مسجد میں خیمہ لگوایا۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ تو نجس لوگ ہیں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کی نجاست زمین پر نہیں لگتی ان کی نجاست ان میں ہی رہتی ہے۔ اور زہری نے سعید بن مسیّب سے روایت کیا ہے کہ ابوسفیان زمانہ کفر میں نبی ﷺ کی مسجد میں داخل ہوتا تھا البتہ ان کا مسجد حرام میں داخل ہونا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''وہ (غیر

ذمی مشرک) مسجد حرام کے قریب نہ ہوں۔علامہ ابوبکر رازی کہتے ہیں کہ ثقیف کا وفد نبی ﷺ کے پاس (آٹھ ہجری میں) فتح مکہ کے بعد آیا تھا اور یہ آیت نو ہجری میں نازل ہوئی ہے جب حضرت ابوبکر صدیق امیر حج بن کر گئے تھے، نبی ﷺ نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا اور یہ خبر دی کہ کفار کی نجاست ان کو مسجد میں داخل ہونے سے منع نہیں کرتی اور ابوسفیان فتح مکہ سے پہلے صلح کی تجدید کے لئے آئے تھے وہ اس وقت مشرک تھے اور یہ آیت اس کے بعد نازل ہوئی ہے۔اس آیت کا تقاضا صرف مسجد حرام کے قریب جانے سے ممانعت ہے اور یہ آیت کفار کو باقی مساجد میں داخل ہونے سے منع نہیں کرتی۔اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ زید بن یثیع حضرت علی سے روایت کرتے [ہیں] کہ انہوں نے نبی ﷺ کے حکم سے ندا کی کہ حرم میں کوئی مشرک داخل نہیں ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان الفاظ کے ساتھ روایت صحیح ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حرم میں کوئی مشرک حج کیلئے داخل نہیں ہوگا۔ کیونکہ حضرت علی سے احادیث میں یہ روایت ہے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا۔اسی طرح حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔پس ثابت ہوا کہ اس حدیث میں حج کے لئے حرم میں دخول سے ممانعت ہے اور شریک سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں، البتہ کسی ضرورت کی وجہ سے غلام یا باندی مسجد حرام میں داخل ہوسکتی ہے''۔اس حدیث میں آپ نے ضرورت کی وجہ سے غلام یا باندی کا مسجد حرام میں دخول جائز قرار دیا ہے اور حج کیلئے اجازت نہیں دی، اور یہ اس پر دلیل ہے کہ آزاد ذمی بھی ضرورت کی وجہ سے مسجد حرام میں داخل ہوسکتا ہے، کیونکہ اس مسئلہ میں کسی نے بھی آزاد اور غلام میں فرق نہیں کیا اور حدیث میں غلام اور باندی کا بالخصوص اس لیے ذکر کیا ہے کہ یہ عام طور پر حج کیلئے نہیں جاتے اور امام عبدالرزاق نے سورہ توبہ کی اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت ذکر کی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ اس آیت کی تفسیر میں کہتے تھے البتہ غلام یا کوئی ذمی شخص ہو تو وہ جاسکتا ہے۔''

ان مفسرین کے علاوہ حنفی فقہ کے جدید دور کے ایک مشہور شامی عالم ڈاکٹر وھبہ الزحیلی بھی اسی نظریہ کی تائید کرتے ہوئے اپنی کتاب ''الفقہ الاسلامی وادلتہ'' میں لکھتے ہیں:

''لأنه ليس المراد من آية ﴿انما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا﴾ النهى عن دخول المسجد الحرام، و انما المراد النهى عن أن يحج المشركون و يعتمروا كما كانوا يعملون فى الجاهلية.'' (جلد. ٦ صفحه ۴۳۵ .مطبوعه دارالفكر للطباعة والتوزيع والنشر. بدمشق)

(ترجمہ) اس آیت سے یہ مراد نہیں ہے کہ مسجد الحرام میں داخلہ منع ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ مشرکین جاہلت کے دور کی طرح حج اور عمرہ نہیں کرسکتے۔

علامہ شبلی نعمانی بھی غیر مسلموں کا مکہ مدینہ میں داخلہ منع ہونے کو شرعی مسئلہ خیال نہیں کرتے بلکہ بعد کے دور کا پیدا شدہ خیال مانتے ہیں جو خلفائے راشدین کے دور میں کہیں نظر نہیں آتا۔ اپنی کتاب ''الفاروق'' کے صفحہ ۳۸۸ پر لکھتے ہیں:

''آج غیر مذہب کا کوئی شخص مکہ معظّمہ نہیں جاسکتا اور یہ ایک شرعی مسئلہ خیال کیا جاتا ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں غیر مذاہب والے بے تکلف مکہ معظّمہ جاتے تھے اور جب تک چاہتے تھے مقیم رہتے تھے۔ چنانچہ قاضی ابو یوسف نے کتاب الخراج میں متعدد واقعات نقل کئے ہیں (کتاب الخراج صفحہ ۷۸۔۷۹)۔ آج کل یورپ والے جو اسلام پر تنگ دلی اور وہم پرستی کا الزام لگاتے ہیں۔ اسلام کی تصویر خلفائے راشدین کے حالات کے آئینہ میں نظر آسکتی ہے۔''

سورۃ التوبۃ کی مذکورہ بالا آیتِ کریمہ کے مطالعہ اور مفسرین وفقہاء کے حوالہ جات سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ تمام غیر مسلموں کا مسجد الحرام میں مطلق داخلہ ممنوع نہیں ہے بلکہ صرف مشرکین کا اور وہ بھی محض ایامِ حج میں منع ہے اور انہیں جاہلیت کے دور کی حرکات کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مفسرین نے مسلمانوں کے مشرک غلام اور اہل ذمّہ کے استثنیٰ کا بھی ذکر کیا ہے۔ یعنی حج کے موقع پر بھی ایک مسلمان کا مشرک غلام یا باندی اور اہل ذمّہ میں شامل مشرک مسجد الحرام میں داخل ہوسکتا ہے۔ اہل سنّت کے چار عظیم الشان فقہاءِ کرام میں سے تین ائمہ فقہ حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام الشافعیؒ کے اقوال بھی ان تفاسیر میں نقل کئے گئے ہیں جن میں سے حضرت امام ابوحنیفہؒ تو مکمل طور پر مذکورہ بالا تشریح کی تائید فرماتے ہیں اور مسجد الحرام کے ساتھ ساتھ دیگر تمام مساجد میں بھی مشرکین کے علاوہ یہود و نصاریٰ کے داخلہ کو بھی جائز ٹھہراتے ہیں، جبکہ حضرت امام الشافعیؒ مسجد الحرام کے علاوہ دیگر مساجد میں مشرکین کا داخلہ جائز سمجھتے ہیں۔ حضرت امام مالکؒ کا مؤقف اس معاملہ میں بالکل سخت ہے اور وہ مسجد الحرام سمیت کسی بھی مسجد میں مشرکین کا داخلہ جائز نہیں ٹھہراتے۔ جیسا کہ سیّد ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے لکھا ہے، حضرت امام مالکؒ کا یہ مؤقف نبی اکرم ﷺ کے عمل کے بھی خلاف ہے کیونکہ سن ۹ ہجری میں اس آیت کے نزول اور حج کے موقعہ پر اس کے اعلان کے بعد سن ۱۰ ہجری میں نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد مدینہ آیا جسے مسجدِ نبوی میں ٹھہرایا گیا بلکہ انہوں نے وہاں اپنی عبادت بھی کی۔ اگر غیر مسلموں کا کسی بھی مسجد میں داخلہ منع ہوتا تو نبی اکرم ﷺ کس طرح انہیں اپنی مسجد میں ٹھہرنے اور عبادت کرنے کی اجازت دے سکتے تھے؟

ان تمام مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر سعودی حکومت کو غیر مسلموں پر لگائی گئی اس پابندی کو فی الفور اٹھالینا چاہئے اور تمام علماء کو سعودی حکومت پر زور دینا چاہئے کہ وہ اس خلاف شرع پابندی کو ہٹالے۔